قاسم کس کے لئے آج رہا ہے روٹھ
سب کہتے ہیں مر گیا میں جانوں ہوں جھوٹھ

کہتی ہے یوں کبھی میں اس کی ہوتا جو واں جانیوالا
لے آتی اسکو جیتا ہو جیتا ہو تو اسکو منالا
غم کی یاد عجب طرح کے اس دکھیا کی دلکو پالا
بیٹھ کے جس جاگہ روتی ہے دولہو کا اُنجا بندھتا

کرتی ہے غم میں تیرے روز و صبح و شام
بیٹھے ہی رہ رہ دم بدم سے لے لے تیرا نام

رو رو کر سر پیٹے ہے گاہ کبھو کہتی یوں گھبرا کر
تم میں سے جو کوئی اسکی خبر نہیں دیتا ہے لا کر
بھیجو دو مجکو واسطے رب کے ڈھونڈوں اسکو میں بھی جا کر
مجھے دلہن بیاہی اُنکی بر میں بھی سو لگتی ہوں آ کر

کرتی ہے اسطرح سے رو رو کر یہ بین
خلقت میں سے جو کوئی رہتا ہے بے چین

جو متنفس اس دکھیا کی شادی کا قصہ یہ سنے گا
غم کی آگ سے جی جیتے نکل اسکا جوں مرغ بھنے گا
دم کے بدلے تم خوشی رو رو کر بھر عمر چنے گا
اس دم کو نظر پڑ چکا وہ سیس اپنا ہر آن دھنے گا

یہی دعا یارب مری مستجاب اب ہووے
جبتک جیوے سائیاں تب تک جیوے جیوے

سودا آل نبی نے تب اُٹھ دیکھا جور فلک سے
کب نظر آیا ظلم و ستم ان لیسوں کو کچھ نہ فلک سے
ویسی بدی یہ شادی مطلب انھوں نے ساتھ یہی ہر طرز فلک سے
شادی میں بھی غم کی صورت انگیختگی فی الفور فلک سے

شادی کا جن کے ساتھ نے پوچھ حال
غم کا اُنکے کیا کہوں پوچھ مت احوال

مرثیہ مسدس

خامہ ام حرفے حکایت می کند
غم بدلہا کار آفت می کند
عالمے را ابر غارت می کند
گریہ بے حد و نہایت می کند
برق چشمک زن اشارت می کند
بشنو از نے چون حکایت می کند

شاہ دیں نے جب مدینہ چھوڑ کر
کربلا کے عزم پر باندھی کمر

تب کہا ہر دوست سے باچشم تر
حق نے یون چاہا نہ تھا قصد سفر
سب سے یہ بندہ چلا شاکر مگر
از جدائیہا شکایت می کند

میرے جینے کی خبر جب تک سنو
بھول جانا تم نہ دور افتادون کو
ورگذر خط لکھنے سے مت کیجیو
پر اٹھا کر جب قلم لکھنے لگو تو
بھر کے آہ سرد یک دیگر کہو
بشنو از نے چون حکایت می کند

جد کے جا مرقد پہ بولا پھر امام
دہر نے چاہا نہ یان میرا قیام
دل مین تھا زیر قدم ہون مین تمام
شکوہ ہر چند اس سے کرنا ہی حرام
پر ہے دل آزردہ اے خیر الانام
از جدائیہا شکایت می کند

اس سفر کا دکھ کرون مین کیا بیان
تن پہ جسکے نین رگ و پے کا نشان
ساتھ ہے عابد مرے وہ ناتوان
سر سے لے تا پا ہی اک خشک استخوان
بات کرتا ہے تو کہتا ہے کہان
بشنو از نے چون حکایت می کند

ضعف کے مارے اب اسکا ہے یہ حال
اس مصیبت کو مری کیجو خیال
اٹھ پہر اسکو پڑا رہنا نڈھال
ساتھ لیجانا تو ہے اسکا وبال
رہنے کو کہتا ہون تو میرا وہ لال
از جدائیہا شکایت می کند

مین تو ہون سب طرح راضی برضا
راقم تقدیر جب لکھنے لگا
پر تاسف ہے تو اتنی بات کا
خامہ لیکر میری قسمت کا بدا
کیون نہ ان سے تجھسے اتنا کہدیا
بشنو از نے چون حکایت می کند

عرض یہ کرتا ہے شبیر غریب
کربلا تا پہونچے یہ محنت نصیب
کر مرخص جلد اے حق کے حبیب
صبر نے سر مین نہ خنجر مین شکیب

www.emarsiya.com

اب بھم ہوا اک بحالات عجیب
ازجدا ایہا شکایت می کنند

آل تیری اے زسر تا پا کرم
پر مجھے اس بات کا ہے سخت غم
عین لطف اپنے پہ مجھے ہے ستم
جب جزا اس کام کی ہوگی رقم

ماتم امت سے کے کا دمبدم
بشنواز نے چون حکایت می کنند

شاہ دین القصہ کرتا تھا کلام
ڈالتے تھے خاک سر پر خاص و عام
چشم حاکم مین ہمی یکسان صبح و شام
اقتدی کہتے تھے رو رو کر تمام

آگے پیغمبر کے اے یارو امام
ازجدا ایہا شکایت می کنند

جب چلا رخصت ہو وہ عالی نسب
دیکھیے یہ اے دل محنت طلب
یون گئے تھا بھر کے آہ سرد تب
مر گئے ہو دوست بن تا روز و شب

خامۂ تقدیر کیا کہتا ہے اب
بشنواز نے چون حکایت می کنند

آخرش جس خانہ پایا قطرہ آب
تشنگی سے جب ہوا سینہ کباب
ڈالی وان بستی مدینہ کر خراب
تب کیا رو کر محمدؐ کو خطاب

سب طرح شاکر ہے بندہ بے حساب
ازجدا ایہا شکایت می کنند

آہ جس صورت سے ابن مصطفےٰ
ظالمون کے ہاتھ سے مارا پڑا
کربلا کے بن مین با چندین جفا
مین مفصل کیا کہون وہ ماجرا

دیکھ آگے خامہ اب کہتا ہے کیا
بشنواز نے چون حکایت می کنند

ظالمون نے کر کے قتل بے سبب
دیکھ مشغول تلاوت اسکے لب
شاہ دین کا سر کیا نیزے پہ جب
ہوئے اکثر تو حیران کر عجب

بولا کہ بعضے لعین بے ادب
ازجدا ایہا شکایت می کنند

www.emarsiya.com

لے گئے سر کو تو دیں کے راہزن
دور از تابوت و محروم از کفن
تلملا کر رہ گیا لوہو میں تن
شب کو تھا جس ماجرا میں وہ بدن
خامہ یوں کرتا ہے تفصیل سخن
بشنو از نے چون حکایت می کند

نصف شب گذری کہ از سوئے فلک
صاحب محمل نے سر اپنا ٹیک
وارد اک محمل ہوا واں یک بیک
بولی اے فرزند سینے سے تنگ
اٹھ کے ٹک میرے کہ یہ دل آج تک
از جدائیہا شکایت می کند

کہہ تو اب اے سبط ختم المرسلین
ذبح ناحق کیوں کیا تیرے تئیں
کیا ہوا تجھ سے گناہ اہل کین
سر تو اس مظلوم تن پہ تھا نہیں
زخم سر بولا باواز حزین
بشنو از نے چون حکایت می کند

اے کہ سر تا پا میں تجھ پر جوں سپند
سر ہوا نزدیک حق میرا بلند
غم نہ کر اس امر میں دل کے پسند
شکوہ تجھ دل ہی کو ہے اے دردمند
تجھ سے جو پوچھو تو میرا بند بند
از جدائیہا شکایت می کند

سر ہوا نیزہ پہ تن بر روئے خاک
عابدین زنجیر میں معصوم پاک
اقربا تیغ ستم سے سب ہلاک
عترت اطہر اسیر اندوہ ناک
بولے گی آگے قلم ہو سینہ چاک
بشنو از نے چون حکایت می کند

تیغ گردن پر مری جس دم چلی
میں یہ سمجھا ہے رضائے حق بھلی
سر کے کٹنے تک نہ جا گہ سے ہلی
سانس بھی اس واسطے ذرہ نہ لی
تا کہے کوئی نہ یہ ابن علی
از جدائیہا شکایت می کند

فاطمہ یہ سن کے ہو بے اختیار
روئیں اس تن کے گلے لگ زار زار

www.emarsiya.com

دل میں آخر صبر کو دے کر قرار
پھر سدھارین ہو کے محمل پر سوار

خامہ ہو ختم سخن پر اب کی بار
بشنو از نے چون حکایت می کند

سودا تو خاموش ہو اب ایک تل
کہ قلم کو اپنے کاغذ سے نہ مل
اشک سے تنہا نہیں ہے خاک گل
آب ہے اس حرف سے پتھر کی سل

حال ہے اب یہ کہ دل سے لخت دل
از جدائیہا شکایت می کند

مرثیہ حضرت قاسم مسدس ترکیب بند

کیا کہ دن شادی قاسم کا میں احوال رقم
واسطے دیکھنے کے آرسی مصحف جس دم
بیاہ کی رات رکھا تخت پہ نوشہ نے قدم
گائے تقدیر و قضا نے یہ بدھاوے باہم

قاسما مرگ جوانانہ مبارک باشد
جلوۂ شمع پہ پروانہ مبارک باشد

ہوئی ہے بزم جہان کو الم افزا یہ برات
ڈوبے ہم لہو میں انکھیں میں یہ رنگ گئی رات
ای شہادت بصفا جلدی سے چل گھول نبات
جام شربت سے بھر اور رکھ کو ایک ایک کے ہات

ساقی و شیشہ و پیمانہ مبارک باشد
ہتو غلطیدن مستانہ مبارک باشد

لا کے لے بالغیان رن کی چمن سے پھلوار
گوندھو نوشہ کیلیے آج گل زخم کے ہار
تار گتھنے کا کرو پھر لیے لوہو کی دھار
گاؤ دروازے پہ تم باندھکے یہ بند سنوار

غم این خانہ بہر خانہ مبارک باشد
درد کا شانہ بکاشانہ مبارک باشد

ہے عجب جشن کہ جسمیں ہو یہ اسباب سرور
سینہ ہر ایک کھڑا کوٹے ہے دف کے دستور
غم بجاتا ہے یہ ناخن زن دل ہو طنبور
اجل آرقص میں گاتی ہے یہ نوشہ کے حضور

غم جان تو بجانانہ مبارک باشد
چہ بخویش و چہ بہ بیگانہ مبارک باشد

www.emarsiya.com